

1915 12 23
1915 12 23

44

44



ایک نادر فن پرست اور دانشور کا یادگار حکیمانی

نبیل ڈاکٹر سید احمد خاں صاحب برادر دوم و ممتاز کا زبان سے
لڑکوں، لڑکیوں، بچوں، بڑوں سب کے
پڑھنے کے قابل

مشتی اور مجلس اردو کا نمونہ
است و مجلس پر ایسے ایک نیا نیا حکایت
لوگوں کی پسندیدہ
نظام الدین سید محمد زکریا

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U665

قیمت فی جلد اس

۶۰۰ روپے

کل سید جوانہ کہتا تھا کچھ افسانہ
سننے ہی کے قابل تھا تنے بھی سنا ہوتا

واقع میں تو یہ شعر مولانا حالی کی ایک پرانی غزل کا مطلع ہے لیکن بہت سے
مخلص کے مواقع پر ضیافت سائنس فرسٹ کر کے اس کو اس بھولی سی کمائی کے دیباچہ
سوزوں عنوان بنا دیا ہے کیونکہ اس شعر میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ نہ صرف اس رُحوظ
بغیر خیر حکایت پر صادق آتا ہے بلکہ فی الواقع سید مرحوم نے جو کچھ لکھا ہے
یہی شعر اس کے مناسب حال ہو سکتا ہے۔ چونکہ ہماری درستی سے یہ رائے
ہو چکی ہے کہ سید کے مضامین ان کے لکھنے کی تصانیف ہی صورت میں
چھپنا ہیں جو مسلمانوں کی سچی پودھ میں سچا قومی درد پیدا کر سکتے ہیں۔ ان
کی ضرورت ہے۔ اگر ہمارے نوجوانوں کو یونیورسٹی کے بڑے بڑے
اگر وہ معزز عہدوں پر ممتاز ہو گئے لیکن ان کے پہلو میں اس
دل میں قوم کے غریب افراد کا درد باقی نہیں رہا تو وہ ہمارے کام
خیال کو ملاحظہ رکھ کر اس فاکس رائے ارادہ کر لیا ہے کہ جب کبھی
سید کے مضامین چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں
نور کے دھندے کا لہر اور دریا میں بہا رہے ہوں

۴۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا عجیب بات ہے اُن ہونی اور انہی - دو شخص بچلی رات کو محل میں چلے جاتے
تھے صبح ہوئے ہی کوئی کہ اُن کے سامنے روشنی کا ایک شعلہ نمودار ہوا - انہوں نے
ہمارے کیا پر شعلہ میں آواز آئی کہ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں - تب تو یہ دونوں
برے اور شکے پاؤں ہو کر آگے بڑھے۔ قدموں کو ہاتھ لگا یا اور ہاتھوں کو چہرہ اور کہا کہ
وہ ہمارے خدا - ہم تو تجھ کو ملکوں میں ڈھونڈ پھرے مگر تو تو ہمارے پاس ہی نکلا۔ اب
میرے ہر بانی کر۔

شعلہ میں سے آواز آئی کہ تمہاری دعا قبول ہوئی - کل صبح کو نور کے نر کے علم
دونوں میں سے ایک اس پہاڑ پر اور دوسرا اس دوسرے پہاڑ پر جو دکھائی دیتے
ہیں آ حاضر ہو جو تمہاری تمنا ہوگی دی جاوے گی۔

سارا دن اور ساری رات دونوں کو بقراری میں گذرا اور ہر ایک اپنے
دل میں منصوبے کرتا رہا کہ کیا مانگوں کیا مانگوں - اتنے میں وقت آ پہنچا اور یہ دونوں
اپنے اپنے پہاڑوں پر جا حاضر ہوئے اتنے میں جھاڑی چکنے لگی اور خدا کی آواز
آئی کہ - دونوں لیکس لیکس کہہ کر ہلا اٹھے - جھاڑی میں سے آواز آئی جو مانگنا
ہو مانگو - خدا پرست نے کہا کہ مجھ کو اپنی محبت اور چند روز دنیا کی مرغ فرست سے

نعمت دے۔ دنیا دار نے کہا کہ مجھ کو نیک کاموں کے لیے دنیا دے۔ خدا کے ہاں کس بات کی کمی اور کاپسے کی دیر تھی۔ جو انہوں نے کہا وہی ہو گیا۔ وہ دونوں ہمارے پرستے اپنے اپنے گھر آئے ایک خدا کی محبت سے سال بلور دوسرا دنیا کی جاہ و محنت سے مالا مال۔

خدا پرست خدا کی محبت میں چر تھا اور اپنے دوست دنیا دار کے حال پر افسوس کرتا تھا کہ کس طرح دنیا کے کاموں میں مصروف ہے اور اس کو خدا کی عبادت اور بند و تقویٰ کے سوا اور کچھ کام نہ تھا مگر دنیا کی طرف سے نہایت عاجز اور ذلیل کبھی کبھی زکوٰۃ دینے کا جو ڈاڑا ہے اس کے حاصل کرنے کی خواہش ہوتی تھی مگر مقدور نہ تھا کہ اس دولت کو حاصل کرے۔ سچ کرے کاشوق دل میں اٹھتا تھا اب بے استطاعتی کے سبب سے مجبور تھا اپنی قوم کو خدا پرست ہونے کی راہ بتاتا تھا کہ بے استطاعت اور بے مقدور قوم کیا کرے۔ پر آگندہ دنیا پر آگندہ دل۔ کسی سے کچھ میں نہیں آتا تھا۔

ان بچاؤ کا یہ حال کہ نان و شینہ کو محتاج۔ کپڑا بدن پر نہیں کہ جس سے سر نہ ڈھانکیں۔ روٹی کھانے کو نہیں کہ بدن میں عبادت کی طاقت آدے۔ چارنا چار شہر چھوڑنا پڑا۔ لوگوں سے کنارہ گزریں ہونے پر مجبور ہوا۔ جنگل میں جا بیکہ کیا وحوش و طیسر سے جا محبت کو گرم کیا۔ دنیا اور دنیا کے کاموں سے نفرت کیا۔

اور خدا اور خدا کی محبت سے الفت کی۔

فالتے پر فالتے ہوتے تھے مگر یہ شیر خدا کی محبت سے سیر تھے مگر جب تین تین
 لون کے فالتے گزرنے لگے تو مردار کھائے یا ایک ٹکڑا روٹی کا مانگے پرستند
 ہوئے۔ کلو ہی ٹپکتے ٹپکتے باتوں لڑکھڑاتے لڑکھڑاتے کسی گائوں گوں میں جاتے
 اہمیت مبارک دیکھ کر گائوں کے کئے پیچھے پڑتے یہ بچا رہے خدا پرست کتوں سے
 لپکتے بچاتے ہشت ہشت کرتے کسی کے دروازے تک پہنچتے کسی نے دے دیا
 ٹوٹے لیا ورنہ دوسرا دروازہ چا دیکھا جب قوت لایموت جھولی میں آیا پھر اس سے
 زیادہ سوال کرنا حرام سمجھا کسی کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے سوکے بھیک کے
 کٹیے جباے کسی چٹنے کنوئیں پر جا کھڑے ہوئے باقی کے دو چلو بی لیے خدا کے
 نور کے شعلے سینے میں بھر کئے تھے مگر نکل نہ سکتے تھے جس سے دنیا روشن ہو۔
 رفتہ رفتہ ان کی ہر گلی کا شہر و بھلا۔ دور و نزدیک کے لوگوں نے زیارت
 کیا۔ لوگ جمع ہونے لگے۔ منتیں ماننے لگے۔ ہر ایک نے اپنے مطلب کی
 دعا مانگی چاہی۔ کسی نے بیٹے کی خواہش کی۔ کسی نے دولت چاہی۔ کسی نے
 فخر کا۔ کسی نے تمنا کی۔ کسی نے تجارت کی ترقی کی آرزو کی ان کو لو دنیا کی باتوں سے
 متھی۔ لامٹی کے سامنے ہوئے۔ لوگوں کو سمجھا لے گا دینا چند روٹہ ہوا اس
 سے کہ بکوں دلو کہرتے ہو۔ ولولہ کے لالچ لو دین کی باتیں ہیں۔ دنیا کو چھوڑو

اور دین کی باتیں بکڑو۔

عقل مند اور نیک بخت آدمی اُن کو بہت بزرگ سمجھتے تھے۔ مگر اُن کی نصیحتوں سے متوجہ ہونے لگے کہ اگر صحیح دہنداری یہی ہے تو دنیا کا کیا حال اور دنیا کا کیا نیکو کام چلے گا۔ پینیر کا بھی زمانہ گزرا۔ محلہ یوں کا بھی زمانہ گزرا۔ کسی نے دنیا کو نہیں چھوڑا۔ مگر دنیا کو دین کے لیے برتا۔ وہ احکام شرعی کو بجالاتے تھے کیونکہ بغض و حسد سے دل کو صاف رکھتے تھے۔ دقا و فریب اور جھوٹ سے بچتے تھے اور اچھے خاصے دنیا دار تھے۔ مولوی روم نے بھی یہی کہا ہے

چلیست دنیا از مذا غافل بودن

نے فاش و نفرو و فرزند و زن

ٹوٹے کی طرح اللہ اللہ جینا اور یا ہو کو تر کی مانند غوٹروں کرنا اللہ کی یاد نہیں ہے بلکہ اُس بے جو چیزیں ہم کو حرکت کی ہیں اُن کو اُسی کے کام میں صرف کرنا خدا کی یاد ہے۔ عقل ہم کو خدا سے اس لیے دی ہے کہ اُس کی صنایع و بدائع پر غور کریں۔ اُس کی عجائب قدرت کو دیکھیں اور اُس کے وجود و ازلی وابدی بے متد و تدبیر نہیں کریں اُنکے ناک جس و حرکت اس لیے بخشی ہے کہ ہماری عقل کے مصاحب اور مددگار رہوں لہٰذا اس لیے دیا ہے کہ ہم اور وہ کو اپنے خیالات کا فائدہ پہنچا دیں مال و متاع اس لیے ہمارے لیے بھیا کیا کہ

کہ ہم خود بھی اس سے فائدہ اٹھا دیں اور امداد کو بھی فائدہ پہنچا دیں
یہ کیسا وحشیانہ طریقہ ہے جس میں اپنی ذاتی غرض کے سوا اور کچھ مد نظر
ہی نہیں۔

گراں گیر خولیش بروں می برد موبج

من سہی میکنم کہ بر ارم غزین ر

بھنے دس پانچ سو چاس آدمی جو انہیں سے یہ بوقوف تھے خدا پرست حسبا
کے گرد ہوئے دنیا کو اپنے خیال کے موافق چھوڑ دھوئی را مسلمان
جو جی جی کے ساتھ ہو لیے اور دنیا عیش و آرام اور اس کے کار و بار کو ترک
کر کر خدا کی خیالی محنت میں مشغول ہو گئے۔

اب خیال کرو ان بندگانوں سے اسلام نے کیا عزت پائی اور

ان کے حال سے اسلام کی صورت کیسی دکھائی دی۔ اسلام ایسا دکھائی

دیا جیسے ایک ضعیف پیر مرد بزرگ پر کڑکھایا ہوا میلہ بدن ٹوٹے دان

ہی پر چڑا جٹا ہوا کپٹیاں مٹی ہو جس سے پیٹ پیٹ سے ملا ہو اگر کھڑی ہو گئیں۔

کھڑی ہو گئیں۔ ساتھ پانوں کا پتے ہوئے لڑکھڑا لڑکھڑا لڑکھڑا ٹیک ٹیک ایک دم

اگے دھڑا اور کب کیا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا پچھٹی گڈڑی پڑی ہوئی ادھر سے

ان کھلی آدھر سے پڑکھڑا کھڑا ہر گئے آدھر ہزاروں کھیاں چھٹ گئیں۔ اور

گتے بھوں بھوں کر کرکے پیچھے پڑ گئے جس قوم کے سامنے سے نکلے اُس نے
نفرت کی۔ ہر طرف سے دور دور پرے پرے کی اولاد سُنی اور
ذلت کے لیے مسلمان دنیا میں منہب المثل ٹھہرے۔ سبحان اللہ
نادان خدا پرست نے خوب اسلام کی صورت دکھائی اور ہنایت
اُس کی عزت بنائی۔

اب دنیا دار صاحب کاحال سنئے۔ جب وہ گھر آئے۔ دوست۔
آشنا۔ بھائی۔ بند جمع ہوئے لعنت لاسنت کرنے لگے کہ دنیا کا لالچ
دنیا کا گتہ۔ ایمان اسلام سے بے بہرہ۔ دنیا کے عیش و کام میں غرق
اور اُسی کا طالب دین کے بدلے دنیا لے کر آیا ہے۔
یہ پچاسہ چپ اُن جاہلوں سے کیا کہنے۔ اپنے دل میں کہتا ہے کہ میں
تو نیک کاموں کے لیے دنیا لی ہے۔ اگر دنیا کو نیک کاموں کے لیے
برتا جاوے تو وہ ہزاروں زہد و تقویٰ اور جگمگ میں بیٹھنے اور مالابیس
سے بہتر ہے۔

خدا نے جو کچھ ہم پر فرض کیا ہے وہ بہت تھوڑا ہے اگر ہم دوسرا
کچھ دے دے تو صرف قرآن کے ادا کرنے سے
قطعی جنتی ہیں۔ باقی رہی اوپر کی نیکی وہ نادان خدا پرست بننے سے صاف

ہم کو دینداری کے لیے دنیا کے کاموں میں مصروف ہونا چاہیے۔ محرمات شرعیہ سے بچنا اور مباحات شرعیہ کے مرتے اڑانا اور دنیا کو نیک کاموں میں برتنا بھی سب سے بڑی نیکی اور اصلی خدا کی عبادت ہو۔

پھر وہ اس سوچ میں گیا کہ کسی قوم پر خدا کی لعنت ہونے کی کیا نشانی ہے۔ ہر چند سوچتا تھا کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ لوگوں سے پوچھتا تھا پر نشانی نہ پاتا تھا۔ آخر ایک دن قرآن مجید پڑھتے پڑھتے یہودیوں کے حال میں یہ آیت اُس نے پڑھی ”وَضَعْنَاهُمْ اِلٰهَ الْاِلٰهَةِ وَالْمَسْكَنَةِ وَاَوْاٰ لِعُضْبِ الْمُنٰفِقِ“ یہ پڑھتے ہی وہ چلا اٹھا کہ پالیا پالیا بے شک دنیا میں قوی دولت خدا کے غضب کی نشانی ہے دنیا میں غریب۔ مسکین۔ محتاج ہر قوم میں ہوتے ہیں مگر جب قومی دولت اور قومی مسکنت دنیا میں ہو جاتی ہے تو وہ ٹھیک نشانی خدا کے غضب اور خدا کے لعنت کی ہوتی ہے۔

اب تو اس کا دل شیر مڑا اور ڈھارس بندھی اور کہا کہ بے شک میں نے اُس نادان خدا پرست سے اچھا کام کیا ہے میں نے تو نیک کام کیا ہے کہ اسے دنیا کو اختیار کیا ہے۔ اب تو میں دنیا ہی سے دین کو ملے لوں گا اور ایسے ایسے لنگڑے۔ لوٹے۔ بوڑھے۔ ٹھیکڑے نادان خدا پرستوں کو کھنڈی کوڑی پر خرید کر پھینک دوں گا۔ پر اسے خدا جیسے کہ تو نے میری

وہاں قبول کی ہے میرے ساتھ رہ اور نیک کاموں میں دنیا کو برتنے دے۔
اب وہ اس سوچ میں گیا کہ اس دنیا کو کیوں کر نیک کاموں میں برتنے
سب سے پہلے یہ خیال کیا کہ بھوکوں کو روٹی اور تنگوں کو کپڑا دو۔ پھر اپنے دل میں
کہا کہ بات تو اچھی ہے مگر فی نو چاہیے کہ اس سے قومی دولت تو نہیں ملے گی جو خدا کے غضب
کا نشانہ ہے۔

پھر سوچا کہ حافظہ نوکر رکھ کر قرآن بہت سے پڑھو او۔ لوگوں سے سچے کچھ بچاؤ۔
ختم خواجگان کرو او۔ بخاری شریف کی منزلیں پڑھو او۔ پھر منہا کہ اس سے
کیا فائدہ۔ ایک کا کھایا دوسرے کے پیٹ میں کب آتا ہے۔

پھر سوچا کہ سب سے عمدہ یہ بات ہے کہ مسجدیں بنواؤ اور ٹوٹی مسجدوں
کی جو خدا کے گھر ہیں مرمت کے لیے روپیہ اکٹھا کرو اور جھاڑ قالوس روشن کرو
پھر منہا اور کہا کہ زندہ خدا کے زندہ گھر یعنی قوم کے دل ٹوٹے پڑے ہیں دل
کی آنکھوں کے پھوٹ جانے سے بے نور ہو رہے ہیں مسجد کس لیے بناؤ اور چراغ
کس کے لیے جلاؤں۔

پھر سوچا کہ مکہ شریف روپیہ بھیج دو۔ وہاں کے غریبوں پر بانٹو۔ ایک
ایک کے لاکھ لاکھ ملیں گے روپیہ بھیج کر حاجیوں کے لیے رہا ملیں بنواؤ اور حینر
جاری کا ثواب کٹو۔ پھر منہا لگا کہ کیا بے وقوفی کی بات ہے جہاں خدا پر

ضرورت ہے وہیں روپیہ خرچ کرنے سے زیادہ ثواب ہی دیکھنا چاہیے کہ جو ضرورت کمزور میں پہلے ملتی وہ اب بھی ہے یا نہیں ہمارے ملک اور ہماری قوم میں جو ضرورت ہے وہ اُس سے زیادہ ہے۔ رہا طیس بنوانے اور متولیوں کی آمدنی کر دینی بڑی نہ سہی مگر جب ہماری قوم کے گھروں پر پھیر نہیں ہیں تو کمزور رہا طیس بنوانے سے کیا منفعت ہو۔

ایک صاحب اٹھے کہ اچھی سب سے عمدہ یہ بات ہے کہ غریبوں کو جواز کرایہ کرادو اور کمزور کو بھیج دو۔ اُس نے کہا کہ ہاں اپنی تو بڑی نیک نامی ہو مگر خدا کے نزدیک تو پشچانی ہے۔ خدا نے جس پر جو بات فرض نہیں کی میں اُس پر فرض کرنے والا ہوں۔

بڑے خیر خواہ اور عقلمند جو تھے وہ اٹھے کہ میاں عربی کا مدرسہ قائم کرو۔ قال اللہ۔ وقال الرسول کا ذکر مسنون۔ حدیث۔ تفسیر۔ فقہ پڑھاؤ۔ ہمارے ہاں کی معقول منطق۔ حکمت۔ فلسفہ ڈوبی جاتی ہے اُس کو پہلے لگاؤ مگر یہ شخص سوچا کہ علوم دینیہ قوم کے زیور ہیں مگر جب قوم ہی نہیں تو وہ زیور کون پہنے گا۔ پرانی حکمت اور فلسفہ کو اب کوڑی کو بھی کوئی نہیں پوچھتا اُس سے توئی ترقی اور قومی عزت کی کیا توقع ہے۔

غرض کہ سب کی باتیں اُس نے سنیں اور کہا کہ یہ سب مکر کی باتیں یا شیطاں

کا بکنی کی صورت میں بلیہ افروز ہو کر دھوکے میں ڈالنا ہے ان سب کو چھوڑو
اور نیک نیت سے خدا پر بھروسہ کر کے قومی غمناک اور قومی ترقی کی فکر کرو اور
اصلی نیک کام میں دنیا کو برتو۔

اُس نے سمجھا کہ عیسا سب سے بڑا سبب قومی ذلت کا آپس میں بھڑکی
کا نہ ہونا ہے میری قوم خود غرضی کی بیماری میں مبتلا ہے۔ اپنے فائدے کے لیے
ہزاروں جانیں کھینچ رہے ہیں اور اچھا کپڑا پہننے اور چین سے سونے اور نہش ہنس کر
بٹٹی بٹٹی باتیں بنا دینے کو تمام اخلاق اور لیاقت کا منہا سمجھتے ہیں۔ قوم کی بھلائی
اور رفاه عام کی طرف مطلق توجہ نہیں ہے اُس نے اس بیماری کو کھونا چاہا اور
غرض بیگانہ ادا کرنے کے بعد قرآن کی تلاوت اور ادا مندوبہ اور اعمال
مشترک کے بدلے اپنی قوم لسانی اور مراقبہ قلبی کو اس طرف متوجہ کیا جلوت
میں اس بات کی فکر کی کہ یہ بیماری کیونکر جاوے جلوت میں بہت نقصان
تقریر بیان سے اسی بات کا چرچا اگرچہ بہت سی ناامیدیاں اُس کو پیش آتی
کیں اُلا اپنے ارادہ میں مستحکم اور ثابت قدم رہا اور یہ سمجھا کہ اس کام میں جتنا میرا
وقت صرف ہوتا ہے وہ اُس مندوبہ عبادت سے جس کو لوگ عبادت
سمجھتے ہیں کچھ کمتر عبادت میں صرف نہیں ہوتا۔

اُس نے بلند اپنی طاقت کے مسائل شرعیہ اور مخالفین و معارف قرآن

و صدر بیت پر غور کیا اُس نے دیکھا کہ علمائے سابق نے اپنے زمانے کے علم کے
 موافق بہت سی باتیں ایسی کی ہیں جو زمانہ حال میں یقینی غلط اور جھوٹی ثابت
 ہوئی ہیں اور تمام مسلمانوں نے اُن علماء کے غلط اقوال کو مثل آنکھ میں راع
 سمجھ رکھا ہے اور اس سبب سے اسلام کو یہ مصرت پہنچی ہے کہ جو لوگ زمانہ
 حال کے علوم سے واقف ہوئے ہیں وہ مذہب اسلام کو غلط سمجھتے ہیں
 حالانکہ مذہب اسلام میں غلطی نہیں ہے بلکہ اُن علماء کے اقوال میں غلطی ہے۔
 چند روز تک تو اُس نے اُن علماء کا بڑا ادب کیا پھر وہ سمجھا کہ علماء کے
 اقوال کا غلط ہونا مذہب اسلام میں کچھ لفظ نہیں لانا اگر بالفرض ابو بکر
 و عمر نے کسی بات میں غلطی کی ہو تو بھی مذہب اسلام پر کچھ داغ نہیں لگتا پھر
 اور بیچارے مولوی ٹاکس شمار قضا ہیں۔ تب اُس نے علماء و مفت کی
 خدمت میں رجوع کی اور ہر ایک کے آگے ہاتھ جوڑے تاکہ رگڑائی کہ
 خدا کے واسطے آپ ان غلطیوں کے رفع کرنے پر مستعد ہو جیسے بیچارہ
 خود جا بل صوف و بیچار لفظ سے آشنا تھا خود کیا کر سکتا تھا۔ مگر جب ایسی
 متوجہ نہیں ہوا تب اُس نے کہا کہ جو عقل خدا نے مجھ کو دی ہے اُس کو کام
 میں لانا اور اپنے خیالات کو دوسروں تک پھیلانا فاض میری عبادت ہو
 اُس نے ملامت کرنے والوں کی ملامت کا ڈرنہ کیا اور اسلام کی محبت کو

ابو یزید و شافعی۔ مالک و حنبلی کی محبت سے زیادہ سمجھا اور نیک بیٹنی اور صرف اسلام کی محبت سے جو کیا سو کیا اور ان کے عوض اپنے ہم مذہبوں سے جو سنا اس کو بخندہ پیشانی گوارہ کیا۔

اُس نے ہمدردانہ طور سے مذہب کو عقل کے سامنے ڈال دیا کہ جس طرح چاہو جاؤ۔ سمجھا سچا ہی ہے اُس نے مذہب کو حقائق موجودات سے موازنہ کیا اور دنیا کو یہ دکھلانا چاہا کہ خدا کا قول یعنی مذہب اور خدا کا فعل یعنی فطرت موجودات دونوں ایک ہی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں کا مبداء ایک ہی ہے۔

اُس نے اپنی قوم سے انتہیات اور پابندی رسومات اور اہم مذہبی بے جوہر حقیقت میں مذہب سے متعلق نہ تھے پھڑکنے پر کوشش کی تاکہ لوگوں کو اس سے لوگوں کے دل پاک ہوں اُس نے لوگوں کو اس بات پر رغبت دلائی کہ ی بائیں جس میں ہوں اُن کو اور برائی بائیں جس میں ہوں اُن سے پرہیز جو علوم غیر قوم اور غیر مذہب کے لوگوں نے پیدا کیے ہیں بلا تعصب سیکھو زبان کے ذریعہ سے وہ علم آسکتے ہوں خواہ وہ انگریزی ہو یا فرانسیسی۔ فی ہوا لاطنی سب کو سیکھو اور اپنی قوم میں پھیلاؤ تاکہ اُن کو عجائبات ستاروں کی زیادہ تر معلوم ہوں اور دنیا حاصل کرنے کی بھی لیاقت ہو۔

صنائع و بدائع ہر قسم کے جو کسی قوم میں ہوں اُن کو اپنی قوم میں لانے کی کوشش کی تجارت کے اصول پر غیر قوموں نے عمدہ طور پر قائم کیے ہیں اُن کی اپنی قوم میں مروج ہونے کی خواہش کی اور ان تمام باتوں سے یہ مقصود تھا کہ قوم کی مسکنت اور اُس کے باعث سے جو دولت ہے وہ رفیع ہو اور قوم آسودہ حال ہو اور اپنی قوم کے لوگوں کو سنبھالے اور شعار اسلامی کو بجالاسکے جس سے اسلام کو رونق ہو۔

اُس نے خیال کیا کہ طریقہ تمدن و معاشرت اگر خراب ہی تو وہ بھی ذلت قومی کا باعث ہے اُس نے اپنی قوم کے طریقہ معاشرت و تمدن کے اعلیٰ ذلیل درجہ سے اعلیٰ درجہ پر تبدیل ہونے کی کوشش کی تاکہ اسلام پر سے یہ جھوٹا دھبہ کہ خرابی معاشرت و تمدن کا باعث اسلام سے صاف جاوے۔

قوم کا معزز اور ذلیل نظر آنا اُن کے طریقہ لباس اور اکل و شرب اور حال و چین و اخلاق اور عادات پر بہت زیادہ منحصر ہے اُس نے اُن کی درستی پر کوشش کی اور طہارت اور صفائی اور اُبلان اور لباس اور اکل و شرب کے طریقے کو بہت اعلیٰ اور عمدہ درجہ پر پہنچا تا پتا جس کے سبب سے اور قوموں کی نظر حقارت جو اسلامی قوم کے ساتھ تھی

وہ نہ رہی اس لئے خوب غور کیا تھا کہ اسلام ایک مٹی کا پتلا بن کر دنیا کے سامنے نہیں آسکتا وہ اس کے پیروں کی خصلت اور افعال سے دکھائی دیتا ہے پس لڑن کا طریقہ زندگی ایسا عمدہ و پاک صاف کیا جاوے جس سے اسلام کی جو اصلی صورت ہو دنیا کو نظر آوے۔

فرصت کو دیکر یہ سب خواہشیں پوری ہو گئیں تو ان کی بدولت اسلام کی کیسی صورت دکھائی دی جیسے ایک تھوڑی فرشتہ جس نے رحمت کے پر پھیلا کر تمام عالم کو اپنی رحمت سے ڈھانپا ہے۔ پس بڑی نادانی اور کم سمجھ کی بات ہے جو دنیا دار کے ان کاموں کو دنیا کے کام سمجھے اور دین خدا کی عبادت نہ جانے۔



مولانا حالی کی چند منتخب باعیات

دین و دنیا کا رشتہ

دُنیا کو دیئے دین نے اسرار و حکم
 دُنیا نے کمروں کی بھٹائی جس دم
 گروں کی منوں بہت ہے دُنیا
 دُنیا کے بھی احسان نہیں دین پر کم
 کام کرنا جان کے ساتھ ہی
 ہر جان کے ساتھ کام انساں کے لیے
 بنتی نہیں زندگی میں بے کام کیے
 جیتے ہو تو کچھ کیجئے زندوں کی طرح
 مَرُوں کی طرح جیسے تو کیا خاک ہے

دینداروں کی بوائیاں دین کو عیب لگاتی ہیں

پاتے ہیں زبوں جو حال اہل اسلام

اسلام پہ طعنہ زن ہیں اقوام تمام

بد پر ہنیری سے بگڑے اپنی بیمار

اور مغت میں ہو گیا مسیحا بدنام

انسان کی حقیقت

ممکن ہے کہ ہو جائے فرشتہ انساں

ممکن ہے بدی کا نہ رہے اُس میں نشاں

ممکن تو ہے سب کچھ یہ حقیقت یہ ہے

انساں ہی اب تک وہی قرن الشیطان

پڑھیں۔ سمجھیں اور غور کریں۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی تصدیق کیا ہے کہ میں مسیحی کی ایک مختصر سوانح عمری جو عام مسلمانوں کے ہاتھوں تک پہنچ سکے اور جسکو بلا تکلف آسانی کے ساتھ لوگ حزیقہ کہہ سکیں حیات جاوید سے انتخاب کر کے مرتب کروں وہ اس انتخاب میں صرف یہ بات مد نظر رکھی جائے گی کہ مسیحی کی زندگی کے وہ حالات جن سے عام مسلمانوں کو واقف ہونے کی ضرورت ہو اور جس کی اشاعت قوم میں سچا نفعی و درپیدا کرنے کے لیے ضروری ہے درج کیے جائیں۔

خاکسار
نغمائی

بیدایں
۱۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء

[illegible]

اُردو کا ہفتہ وار اخبار

جو مسلمانوں میں فوجی بہادری کی روح بھونکنے والا ہے۔

جو مسلمانوں کا مسلحہ قومی ارگن ہے۔

جو مسلمانوں میں شرافت، تعلیم کا عامی اور شہر میں پرہیزگاروں کی شاخ کھڑا ہے۔

جو ہفتہ بھر کے تمام ضروری واقعات اور خبروں کا مخزن ہے۔

جو برٹش راج کی نقاداری کا سب سے بڑا حلیہ ہے۔

جو ہفتہ روزہ کی اصلاحات ہدائی ایڈیٹریل رائٹس اور پرنٹنگ مشین کرتا ہے۔

ذو القرنین

جو شہر میں سے حبشہ میں جا رہا رہا ہے۔ قیمت سلاٹ ہے،

المستقر منہج ذو القرنین بیابوں

6

SIR SYED RASHID
Maulana Abdul
Rashid Siddiqi
ALLAHABAD.

SIR SYED RASHID
Maulana Abdul
Rashid Siddiqi
ALLAHABAD.

<p> SHYED COM M. 1000 A. 1000 1000 1000 1000 1000 1000 1000 </p>			
<p>440</p>			